UNIVERSAL LIBRARY
OU_226307
UNIVERSAL LIBRARY

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

یہہ رسالہ معہ براہین ولدلہ تصنیفات سے جامع معقول ومنقول حاوی
فروع واصول کشاف دقایق الٰہی حلال رموز نامتناہی عالم یگانہ فاضل
زمانہ فاضل دہر علامۂ عصر عالیجناب فیضماب مولانا مولوی زاہد حسین صاحب
ادام اللہ ظلال اجلالہ علی مفارق المعتقدین
المسمّی بہ

تنقیح الکلام فی منع القراۃ خلف الامام

برای نفع خاص وعام بدرستی تمام باہتمام کمترین ابنای زمن محمد جمال الدین اعجاز

در مطبع فردوسی مدراس طبع شد
سنہ ۱۳۰۹

۲۹۷۵۳۹

بسم الله الرحمن الرحیم

ای احد قدیم وای صمد واجب التعظیم ولازم التکریم وای معروف بفضل وعطا
وای موصوف بصفت احد اوای مکون اکوان بکاف ونون کن فیکون وای موجود بی علت
وای معبود هر ملت وای منور ظلمات قوالب وای مصور هیأت مطالب وای خالق نار ونور
وای رازق مار ومور وای کشاینده ابواب رحمت وای نماینده اسباب مغفرت و **نفایس**
صلوات طیبات وشرایف تحیات زاکیات نثار مرقد منور ومشهد معطر حضرت خاتم رسل
هادی سبل خاتم ختم نبوت گوهر شمع رسالت معدن ارباب سعادت ماحی اهل شقاوت حضرت
سید المرسلین وخاتم النبیین وشفیع المذنبین وامام المتقین ماه فلک سیادت خورشید سپهر
سعادت سید السادات وسند السعادات صدر کاینات بدر موجودات خواجه کونین رسول
الثقلین هادی دارین امام الحرمین الشریفین جد الحسنین ندیم خلوتگاه قاب قوسین علیه
افضل الصلوات واکمل التحیات وعلی آله الطاهرین واصحابه الماجدین اجمعین
امابعد بنده خالق کونین عاصی زاهد حسین عفا الله عنه خدمات بابرکات جمیع

مومنین مقلدین کے التماس کرتا ہے کہ درین آوان فاسد وزمان کاسد بلدہٗ ترچناپلی مین
مولوی سید نظام الدین صاحب فخری کی تشریف آوری ہوی اور اوسنے مطابق اپنے لامذہبی کے
چند مسایل وخصایل تشہیر کیئے۔ اتفاقاً یہہ بندہ ہیچمدان بہی بلدہٗ مذکور مین وارد ہوا مومنین
مقلدین کہنے لگے کہ طالع ما زابد ہوا الغرض چند روز کے بعد مولوی صاحب مذکور نے چند سوالات
اس بندے کے نام پر ارسال فرماے وے سوالات مع جوابات یہہ ہین۔

سوال اول

قولہ سوال اول دلایل شرعیہ باتفاق ایمہ اربعہ کتنے ہین۔ **اقول جواب** یہ سوال
جواب
خارج از مبحث ہے جواب دینے کی کچہہ ضرورت نہین باین بحکم آیہ وَاَمَّا السَّایِلَ فَلَا
تَنْهَرْ متوجہ جواب ہوتا ہون۔ کیا حضرت آپنے نور الانوار کو فراموش فرمایا۔ سنئے دلایل
شرعیہ باتفاق ایمہ رحمہم اللہ تعالےٰ چار ہین مگر روافض ومعتزلہ وخوارج ووہابیہ خذلہم اللہ
سوال دوم
منکر ہین جیسا کہ نور الانوار مین ہے وانما قال ھذا لان بعض الناس ینکر کون القیاس
حجۃ الخ۔ **قولہ سوال دوم** نص قرآن مجید اور حدیث صحیح صریح غیر منسوخ ملنے کے عالم
جواب
مین ضرورت اجماع وقیاس کی ہے کہ نہین۔ **اقول جواب** معلوم نہین غرض آپکا اس
سوال سے کیا ہی شاید نص قرآن وحدیث صحیح سید انس وجان کو کتب متداولہ مین مطالعہ فرماکر
اسکے مطابق اپنے پیرو اہل بدعت کو حکم کرنا چاہتے ہین یہہ تو نہ آپ کو جایز ہی نہ آپکے
پیروان مذہب کو باقی رہا کتاب وسنت کے ہوتے پر اجماع وقیاس کی ضرورت ہو یا نہو۔
سوال سوم
یہہ بحث باب اجتہاد سے تعلق رکہتا ہی آپ اصول فقہ کو ملاحظہ فرماسئے شک دفع ہو جایگا
قولہ سوال سوم کیا اجماع وقیاس باقسامہما معارض یا دافع نص قرآنی وحدیث صحیح کے
جواب
سوال چہارم
ہو سکتے ہین۔ **اقول جواب** نزدیک جمہور کے نہین ہو سکتے۔ **قولہ سوال چہارم**
واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا منع قرارت سورہ فاتحہ خلف الامام

جواب مطلقا دیں ہو سکتی ہے یا نہین - **اقول جواب** و اذا قری القرآن مین قرء فقط
ہمزہ سے آپنے تحریر فرمایا ہے صحیح نہین صحیح اسطرح پر ہے کہ ہمزہ کے نیچے حرف ی لکھنے
یہ آیت شریف منع قرأت خلف الامام کے لئے دلیل بین ہے اور وہ جو آپنے تحریر فرمائی ہے

قولہ یا اور کوئی آیت اسکی معارض ہے جس سے ہر دو آیت کا حکم ساقط ہو جاکے رجوع حدیث
جواب صحیح صریح کے طرف ضرور ہے **اقول جواب** ان ہر دو آیت مین کچھ تعارض نہین سمجھ کی
غلطی ہے ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ✦ کیونکہ آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن
سے یہ مفہوم ہوتا ہی کہ مقتدی بہی قرآن پڑہے اور آیت واذا قری القرآن چہتی ہے کہ مقتدی
خاموش رہے اور یہ بہی قاعدہ مسلمہ ہے کہ ہر دو مین تطبیق دیوین کیونکہ وہ دونو کلام جناب
باری ہے اور ماسوائی اسکے حسب حکم حضور پرنور حدیث شریف کے طرف رجوع ہوا تو سرور
انبیا سر دفتر اصفیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے من صلی خلف الامام فقرأۃ الامام
لہ قرأۃ ارشاد پایا پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پڑہنا امام کا قرآن بعینہ پڑہنا مقتدی
کا ہی یعنے جو کوئی نماز پڑہے پیچہے امام کے اور نہ پڑہے قرآن کو تو ہوگا عمل کرنے والا ساتہہ
حدیث من صلی خلف الامام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ کے پس بحکم آیۃ واذا قری القرآن
خاموش ہی ہے اور آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن کی تعمیل ہی کر رہا ہی اور آپ سوال
کرتے ہین سورہ فاتحہ امام کے پیچہے نہ پڑہنے پر کتنے دلایل ہین - مرحبا کیا علم و لیاقت انکی ہے
انکو تو دعوی مجتہد عصر ہونیکا ہی پہر دلایل عدم جواز قرأت خلف الامام سب کتنے ہین کر کے
ایسے سوال کرنا بہت تعجب کی بات ہی آپنے حنفی المذہب کے تمامی دلایل سیکہنے کے لئے اچہا حیلہ
نکالا ہی ع آفرین باد برین حیلہ و تزویر جدید ✦ خیر ہمارے امام الائمہ کے دلایل کثیر ہین
انمین سے چند آپ کی تنبیہ کے لئے حوالہ قلم کرتا ہون دیکہ لیجئے ✦

دلیل اول

دلیل اول فرمایا امام مالک رح نے اپنے موطا مین عن ابن شہاب عن ابن اکیمة اللیثی عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف من صلوة جہر فیہا بالقرأة فقال ہل قرأ معی منکم احد انفاً فقال رجل نعم یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی اقول مالی انازع القرآن فانتہی الناس عن القرأة مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما جہر فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالقرأة حین سمعوا ذلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا اسکو امام محمد رح اور ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور طحاوی وغیرہم نے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوئے اس نماز سے کہ جہر کیگئی اسمین قراءت پس فرمایا کہ کیا پڑہا ہی ساتہہ میرے تم مین سے کسینے ابہی پس کہا ایک شخص نے کہ ہان مین نے پڑہا ہے یا رسول اللہ پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بلاشبہ مین کہتا ہون کہ کیا ہوا مجھکو کہ منازعہ کرتے ہین مجھکو قرآن مین پس باز رہے لوگ پڑہنے سے ساتہہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس نماز مین کہ جہر کرتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتہہ قرأت کے جسوقت کہ سنا انہوں نے یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

دلیل دوم

دلیل دوم روایت ہے ابی ہریرہ رض سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور نسائی اور ابوداؤد اور مسلم نے یعنے سوای اسکے نہین کہ مقرر کیا گیا ہی امام تاکہ اقتدا کیا جاوے ساتہہ اسکے پس جسوقت کہ تکبیر کہے پس تکبیر کہو اور جسوقت کہ پڑہے پس چپ رہو

دلیل سوم

دلیل سوم روایت ہی عمران بن حصین سے کہ کہا اوسنے صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوة الظہر او العصر فقال ایکم قرأ خلفی بسبح اسم ربک الاعلی

فقال رجل انا ولم ارد بها الا الخیر قال قد علمت ان بعضکم خالجنیہا روایت کی
مسلم اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ نے یعنے نماز پڑہائی ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ظہر کی
یا عصر کی پس فرمایا کہ کسنے پڑہا پیچہے میرے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پس کہا ایک شخص نے کہ مین نے
پڑہا تہا اور نہین ارادہ کیا مین نے ساتہہ اسکے مگر بہلائی کا فرمایا کہ تحقیق جانا مین نے کہ تحقیق
بعض تمہارے نے خلجان ڈالا نماز مین میرے ۔ دلیل چہارم اور روایت ہی عمران بن حصین سے

دلیل چہارم

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صلی الظہر فجعل رجل یقرأ خلفہ بسبح اسم
ربک الاعلی الذی فلما انصرف قال ایکم القاری قال رجل انا فقال قد ظننت
ان بعضکم خالجنیہا روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور طحاوی نے یعنی تحقیق
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز پڑہی ظہر کی پس شروع کیا ایک شخص نے پیچہے انکے قرأت
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پس جبکہ فارغ ہوے فرمایا کون تمسے قرأت کرنیوالا تہا ۔ کہا ایک نے
کہ مین نے پڑہا تہا پس فرمایا کہ تحقیق گمان کیا مین نے کہ تحقیق بعض تمہارے نے خلجان ڈالا میری
نماز مین دلیل پنجم صحیح مسلم مین قتادہ رض سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

دلیل پنجم

وآلہ وسلم صلی الظہر وقال قد علمت ان بعضکم خالجنیہا یعنے تحقیق رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے نماز پڑہی ظہر کی اور فرمایا کہ تحقیق معلوم کیا مین نے بیشک کہ بعض نے تمہارے
سے خلجان ڈالا نماز مین میرے ۔ اور طرفہ عجیب او لطیفہ غریب تو یہ ہے کہ صحیح مسلم مین اخیر کے
تینون حدیث شریف کے سوای کوی ایک حدیث باب القراۃ خلف الامام مین نہین ہے
اور ان تینون روایات سے صاف ظاہر ہے کہ نماز سریہ مین قراۃ خلف الامام درست نہین کیونکہ
وہ نماز ظہر یا عصر کی تہی ۔ دلیل ششم اور روایت صحیح مسلم کے باب سجود القرآن

دلیل ششم

مین عطا بن یسار سے انہ اخبرہ انہ سال زید بن ثابت عن القراۃ مع الامام فقال

لا قرأة مع الامام فی شیٔ الخ جب سوال کیا اوسنے زید بن ثابت سے قرأة پڑھنے
ساتھ امام کے پس کہا زید بن ثابت نے نہین ہے قرأت ساتھ امام کے الخ **دلیل ہفتم**
اور روایت ہے جابر بن عبداللہ سے ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کان
له امام فقرأة الامام له قرأة روایت کیا اسکو طحاوی نے ساتھ اسناد متعددہ کے
اور روایت کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف اپنے مین اوپر شرط مسلم کے اور روایت کیا اسکو احمد بن
منیع نے اپنی مسند مین اوپر شرط شیخین کے اور ابن ماجہ نے بھی اوسکو روایت کیا ہے
دلیل ہشتم فرمایا امام محمد رح نے اپنی موطا مین اخبرنی ابوحنیفة قال اخبرنا
ابوالحسن موسی بن ابی عائشة عن عبدالله عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم
انه قال من صلی خلف الامام فقرأة الامام له قرأة پس یہ حدیث صحیح ہے اوپر شرط
شیخین کے یعنے روایت کرتے ہین جابر بن عبداللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تحقیق کہ
فرمایا آنحضرت نے کہ جسنے نماز پڑھی پیچھے امام کے پس قرأة امام کی قرأة مقتدی کی ہے **دلیل نہم**
اور روایت کی امام محمد رح نے اپنے موطا مین اخبرنا اسرائیل بن یونس قال حدثنی موسی
بن ابی عائشة عن عبدالله بن شداد قال ام رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
للناس فی العصر فقرأ رجل خلفه فغمزه الذی یلیه فلما ان صلی قال لم غمزتنی قال
کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قدامك فکرهت ان تقرأ
خلفه فسمعه النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال من کان له امام فان قرأة
الامام له قرأة روایت کیا اسکو جابر بن عبداللہ سے حاکم اور طحاوی اور ابوبکر بن ابی شیبہ
اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ نے یعنے امامت کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کے لئے
عصر مین پس پڑھا ایک شخص نے پیچھے آپکے پس اشارہ کیا اسکو اوس شخص نے کہ قریب اسکے تھا پس جبکہ

نماز پڑھ چکا اسنے کہا کہ کیوں تھوکا تو نے مجکو کہا اوسنے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
امامت کر رہے تھے تیری اور مکروہ جانا مین نے کہ پڑہے تو پیچھے انکے پس سنا اسکو نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے لئے ہو امام پس تحقیق قراۃ امام کی اسکے لئے قرأت ہے
دلیل دہم موطاء امام مالک رح مین عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہی انہ کان — دلیل دہم ۱۰
اذا سئل ھل یقرأ احد خلف الامام قال اذا صلی احدکم مع الامام فحسبہ قراۃ
الامام وکان ابن عمر رض لا یقرأ مع الامام یعنے روایت ہی عبد اللہ ابن عمر رض سے
جب سوال کئے گئے کیا پڑہے کوئی ایک ساتھہ امام کے فرمایا جب نماز پڑہے کوی ساتھہ امام کے
بس بس ہے اوسکو پڑہنا امام کا اور نہین پڑہتے تھے ابن عمر رض ساتھہ امام کے **دلیل یازدہم** — دلیل یازدہم ۱۱
اور اوسی موطا مین جابر رض سے روایت ہے انہ قال من صلی رکعتہ لم یقرأ فیہا بام القرآن
فلم یصل الا وراء الامام اس روایت کو ترمذی نے اپنے جامع مین لکھا ہی اور کہا ھذا حدیث
حسن صحیح یعنے جسنے پڑہی ایک رکعت اور نہین پڑہا بیچ اوسکے سورہ فاتحہ پس نہین نماز پڑہی
مگر پیچھے امام کے **دلیل دوازدہم** ابن ماجہ مین ابی ہریرہ رض سے مروی ہی قال سمعت — دلیل دوازدہم ۱۲
ابا ہریرہ رض یقول صلی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باصحابہ صلوۃ نظن
انہا الصبح فقال ھل قرأ منکم من احد قال رجل انا قال انی اقول مالی انازع
القرآن یعنے کہا ایکہ نے فرمایا ابو ہریرہ رض نے نماز پڑہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اپنے اصحاب کے ساتھہ ظن کرتے ہین ہم وہ نماز صبح کی تہی پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کیا پڑہا تمہارے سے کسینے کہا ایک شخص نے کہ مین نے پڑہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہوا مجکو منازع ہوتا ہی قرآن **دلیل سیزدہم** ابن ماجہ ابو ہریرہ رض — دلیل سیزدہم ۱۳
سے اور ابی موسی الاشعری سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دلیل چہاردہم

اذا قرأ فانصتوا الخ یعنے ابو موسیٰ الاشعری سے مروی ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جس وقت پڑھے امام پس چپ رہو تم الخ دلیل چہاردہم روایت ہی عبداللہ
بن مقسم سے انہ سئل عبد اللہ بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبد اللہ فقالوا
لا تقرأ خلف الامام فی شیٔ من الصلوٰۃ روایت کیا الطحاوی نے یعنے روایت ہے
عبداللہ بن مقسم سے تحقیق کہ اوسنے سوال کیا عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ
سے پس فرمایا وے تینوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے مت پڑھ تو پیچھے امام کے نماز و نہیں کوئی چیز

دلیل پانزدہم

دلیل پانزدہم روایت ہے ابراہیم نخعی سے ان عبد اللہ ابن مسعود لم یقرأ خلف
الامام لا فی رکعتین الاولیین ولا فی غیرہما یعنے روایت کی ابراہیم نخعی نے تحقیق کہ
عبداللہ بن مسعود نہیں پڑھتے پیچھے امام کے نہ رکعتین اولیین میں اور نہ غیر ان دو میں روایت

دلیل شانزدہم

کی ابو حنیفہ رح نے دلیل شانزدہم اور روایت ہے علقمہ بن قیس سے ان عبد اللہ
ابن مسعود کان لا یقرأ خلف الامام لا فیما یجہر فیہ ولا فیما
یخافت فیہ لا فی الاولیین ولا فی الاخریین تحقیق کہ عبداللہ بن مسعود نہیں پڑھتے تھے

دلیل ہفدہم

پیچھے امام کے نہ نماز جہریہ میں نہ نماز سریہ میں نہ اول کے دو رکعت میں نہ آخر کے دو رکعت میں
روایت کیا اوسکو امام محمد رح نے موطا میں دلیل ہفدہم اور روایت ہی اور حمزہ سے
کہ کہا اسنے قلت لابن عباس اقرأ والامام بین یدی فقال لا۔ کہا میں نے
ابن عباس سے پڑھوں میں اور امام روبرو میرے ہے پس فرمایا مت پڑھ پیچھے امام کے

دلیل ہجدہم

روایت کیا اوسکو طحاوی نے دلیل ہجدہم اور روایت ہے ابی درداء سے انہ قال
اری ان الامام اذا ام القوم فقد کفاہم فرمایا ابی درداء نے تحقیق کہ امام جب
امامت کرے قوم کی پس کافی ہے قرات امام کی اوس قوم کو روایت کیا اسکو

طحاوی اور نسائی نے **دلیل نوزدہم** روایت ہی علی کرم اللہ وجہہ سے انه قال
من قرأ خلف الامام فلیس علی الفطرة یعنے فرمایا علی کرم اللہ وجہہ نے جسنے پڑہا پیچہے
امام کے پس نہین وہ طریقہ مستقیم پر روایت کیا اسکو طحاوی نے **دلیل بستم** اور روایت
ہی علی کرم اللہ وجہہ سے انہ قال من قرأ خلف الامام فقد اخطاء الفطرة یعنے فرمایا
علی رضی اللہ عنہ نے جسنے پڑہا پیچہے امام کے پس تحقیق کہ اوسنے خطا کی طریقہ سنت کی روایت کیا
اوسکو ابی بکر ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے **دلیل بست و یکم** روایت ہی سعد بن ابی
وقاص سے انه قال وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیه جمرة فرمایا
سعد بن ابی وقاص نے دوست رکہتا ہون انگارے بہر دینے کو منہ مین امام کے پیچہے پڑہنے
سے روایت کیا امام محمد رح اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے **دلیل بست و دوم**
اور روایت ہے علقمہ سے کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے لیت الذی یقرأ خلف
الامام ملأ فوہ ترابا کاشکے مین بہر دون مٹی منہ مین اوس شخص کے جو پڑہتا ہے
پیچہے امام کے۔ روایت کیا اسکو طحاوی نے۔ **دلیل بست و سوم** اور روایت ہے
محمد بن عجلان سے ان عمر ابن الخطاب قال فی فم الذی یقرأ خلف الامام حجرا
تحقیق کہ فرمایا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جو کہ پڑہتا ہے پیچہے امام کے بہر دینا منہ مین
پتہر کو۔ روایت کیا اسکو امام محمد رح نے **دلیل بست و چہارم** روایت ہے زید بن
ثابت سے قال من قرأ خلف الامام فلا صلوة یعنے جسنے پڑہا پیچہے امام کے پس
نہین ہے نماز اوسکی روایت کیا اسکو امام محمد رح نے **دلیل بست و پنجم** روایت
ہی مالک بن عمارہ سے انه قال لا ادری کم رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کلهم یقولون لا یقرأ خلف الامام روایت کیا اسکو ابو بکر ابن ابی شیبہ نے یعنے تحقیق

دلیل نوزدہم
دلیل بستم
دلیل بست و یکم
دلیل بست و دوم
دلیل بست و سوم
دلیل بست و چہارم
دلیل بست و پنجم

دلیل بست و ششم

دلیل بست و ہفتم

کہ مالک نے کہا کہ نہین جانتا ہون مین کہ کتنے شخص اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کہ سب
کہتے تھے کہ نہ پڑہے پیچھے امام کے **دلیل بست و ششم** روایت ہے شعبی سے انه قال
ادرکت سبعین بدریا کلهم علی انه لایقرأ خلف الامام یعنے کہا شعبی نے پایا مین نے
ستر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کو سب کے سب نہین پڑہتے تہے پیچھے امام کے ذکر کیا اسکو کرمانی نے
دلیل بست و ہفتم عن ابی موسی الاشعری رضی الله عنه قال ان رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم خطبنا فبین لنا وعلمنا صلوتنا فقال اذا صلیتم فاقیموا
صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قال ولا الضالین فقولوا
آمین یجبکم الله فاذا کبر ورکع فکبروا وارکعوا فان الامام یرکع قبلکم ویرفع
قبلکم الحدیث وفی روایة واذا قرأ فانصتوا یعنے صحیح مسلم مین ہے روایت کئے
ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیشک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑہا پس بیان فرمایا واسطے ہمارے طریقہ سنت اور تعلیم فرمائی نماز ہم لوگون کو
پس فرمایا جسوقت نماز پڑہو تم سب پس سیدہی کرو صفین اپنے پہر چاہیے کہ امام ہو ایک شخص تم
مین سے پس جب اللہ اکبر کہے تو تم سب اللہ اکبر کہو اور جب ولا الضالین کہے تو تم سب
آمین کہو دوست رکہیگا تمکو اللہ تعالی پس جب اللہ اکبر کہے اور رکوع کرے پس تم سب اللہ اکبر
کہو اور رکوع کرو پس تحقیق امام رکوع کرتا ہے قبل تمہارے اور رفع کرتا ہے قبل تمہارے۔ اور ایک
روایت مین صحیح مسلم کے اسقدر زیادہ ہے کہ جب قرأت کرے امام پس چپ رہو تم سب
اور کہا مسلم نے عندی صحیح یعنے واذا قرأ فانصتوا صاحب مسلم کے نزدیک صحیح ہے
حاصل یہ ہے کہ اس حدیث مین تعلیم نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بتاکید
ثابت ہوئی اور اس تعلیم مین تکبیر تحریمہ سے رکوع تک مقتدی کو قرأت تعلیم نفرمائی اگر

واجب ہوتی تو ضرور تاکید فرماتے بلکہ واذا قرأ فانصتوا سے ممانعت ظاہر ہے۔

دلیل بست و ہشتم فاذا قمت الی الصلوۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن

یعنے پس جب کھڑے رہیگا تو طرف نماز کے پس تکبیر بول تو بعد اوسکے پڑھ تو جو کچھہ آسان ہو

ساتھہ تیرے قرآن سے۔ روایت کیا بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور

ابوداؤد اور طحاوی۔ دلیل بست و نہم آیت کلام ربانی ہے فرمایا اللہ جل شانہ نے

سورہ اعراف کے آخر میں واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون

یعنے جب پڑھا جاوے قرآن شریف پس سنو تم اوسکو اور چپکے رہو شاید کہ رحم کئے جاؤ۔

علامہ بغوی علیہ الرحمۃ تفسیر معالم التنزیل میں شان نزول اس آیۃ مجیدہ کا اسطور پر تحریر فرماتے ہیں

اختلفوا فی سبب نزول هذه الآیۃ فذهب جماعۃ الی انها فی القراۃ فی الصلوۃ

روی عن ابی هریرۃ انهم کانوا یتکلمون فی الصلوۃ بحوائجهم فامروا

بالسکوت والاستماع الی قراۃ القرآن وقال قوم نزلت فی ترک الجهر بالقراۃ

خلف الامام روی زید بن اسلم عن ابیه عن ابی هریرۃ قال نزلت هذه

الآیۃ فی رفع الاصوات بالقراۃ وهم خلف رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

فی الصلوۃ وقال الکلبی کانوا یرفعون اصواتهم فی الصلوۃ حین یسمعون

ذکر الجنۃ والنار وعن ابن مسعود انه سمع ناسا یقرؤن مع الامام فلما

انصرف قال اما ان لکم ان تفقهوا واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا

لعلکم کما امرکم الله وهذا قول الحسن والزهری والنخعی ان الآیۃ فی القراۃ

فی الصلوۃ وقال سعید بن جبیر وعطا ومجاهد ان الآیۃ فی الخطبۃ امروا

بالانصات لخطبۃ الامام یوم الجمعۃ وقال سعید بن جبیر هذا فی الانصات

دلیل بست و ہشتم

دلیل بست و نہم

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ

یوم الاضحی والفطر ویوم الجمعۃ وفیما یجہر بہ الامام وقال عمر بن عبد العزیز

الانصات لکل واعظ والاول اولٰیہا وھو انہا فی القراۃ فی الصلوۃ لان الایۃ

مکیۃ والجمعۃ وجبت بالمدینۃ یعنے اختلاف کیا علمای مفسرین نے سبب مین نازل ہونے

اس آیت شریف کے پس گئی ایک جماعت مفسرین کی طرف اس بات کے تحقیق کہ نازل ہوی بیچ

قرأت کرنے مین نماز مین روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ صحابہ باتین کرتے

تہے نماز مین اپنے حاجتون کے پس حکم کئے گئے واسطے سکوت اور استماع قرأۃ قرآن کے

اور کہی ایک قوم نے نازل ہوی یہ آیت ترک کرنے مین پکار کر پڑہنے پیچھے امام کے روایت

کی زید بن اسلم نے اپنے باپ سے اوسنے ابی ہریرہ سے کہ اوتری یہ آیت بلند کرنے مین آوازون

کے ساتہہ قرأت کے اور صحابہ پیچھے تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز مین

اور کہا کلبی نے بلند کرتے تہے صحابہ آوازون کو اپنی نماز مین جس وقت سنتے تہے ذکر جنت

اور دوزخ کا۔ اور مروی ہے عبد اللہ ابن مسعود سے تحقیق کہ اوسنے سنا لوگ پڑہتے ہین

ساتہہ امام کے پس جب فارغ ہوے نماز سے فرمایا کیا نہین ہے واسطے تمہارے یہہ

کہ تفقہہ کرے اور جس وقت کہ پڑہے جاوے قرآن پس سنو تم اوسکو اور خاموش رہو جیسا کہ

حکم کیا تمکو اللہ تعالےٰ نے اور یہ قول حسن اور زہری اور نخعی کا ہے تحقیق کہ یہ آیت

نازل ہوی قراوت مین نماز کے۔ اور کہا سعید بن جبیر اور عطا اور مجاہد نے تحقیق کہ یہہ

آیت نازل ہوی خطبہ مین حکم کئے گئے خاموش رہنے واسطے خطبہ امام کے نماز جمعہ مین

اور کہا سعید بن جبیر نے یہہ انصات یعنے چپ رہنا خطبہ فطر اور خطبہ ضحی اور یوم الجمعہ

مین ہے۔ اور اس چیز مین جو امام پکار کے پڑہتا ہے۔ اور کہا عمر ابن عبد العزیز نے

خاموش رہنا واسطے ہر واعظ کے ہے۔ اور اول اولی ہے۔ یعنے قول اول جو مفسرین نے

فرمایا ہے کہ یہ آیت نازل ہوی قرأت کے باب مین نماز مین یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم قرأت
کرتے تہے پیچہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور نماز جمعہ مدینہ
منورہ مین واجب ہوی۔ پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ بقول صحیح یہ آیت شریف خطبہ مین
نہین اوتری اور تفسیر مدارک مین آیت مذکورہ کے ذیل مین مرقوم ہے والجمہور الصحابۃ
رضی اللہ عنہم علی انہا فی الاستماع المؤتم یعنے جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق اس
امر پر ہے کہ یہ آیت استماع مین موتم کے نازل ہوی۔ اور مولانا کمال الدین حسین کاشفی تفسیر
حسینی مین فرمایا ہے واذا قرئ القرآن وچون خواندہ شود قرآن در نماز فاستمعوا لہ
پس بشنوید مرآنرا وانصتوا وخاموش باشید وبا امام تلاوت مکنید لعلکم ترحمون
شاید کہ رحم کردہ شوید انتہی۔ اور فرمایا عمدۃ المحققین زبدۃ المحدثین حضرت مولانا شاہ
عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب فتح سر المنان فی تائید مذہب النعمان مین
ذہب ابو حنیفہ رح الی انہ لا یقرأ ہا فی السریۃ ولا فی الجہریۃ لقولہ تعالی
واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون وروی البیہقی انہ
قال اجمع الناس علی ان ہذہ الایۃ فی الصلوۃ وقیل ہذا ماثور عن ثمانین
نفرا من الصحابۃ منہم الخلفاء الراشدون الاربعۃ رضی اللہ عنہم اجمعین انتہی
یعنے حضرت مولانای موصوف فرماتے ہین کہ تحقیق حضرت امام ابو حنیفہ رح کا مذہب یہ ہے
کہ نہ قرأت کرے مقتدی سورہ فاتحہ کی خواہ وہ نماز سری ہو خواہ جہری موافق قول
جناب عز اسمہ کے یعنے واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون
اور روایت کی بیہقی نے کہ اتفاق ہے تمام مفسرین کا اس امر مین کہ نازل ہوی یہ آیت درباب
نماز کے اور کہا گیا کہ یہ منقول ہے یعنے عدم قرأت خلف الامام اسی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تفسیر مدارک

تفسیر حسینی

سے از انجملہ حضرات خلفای اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین۔ ناظرین رسالہ اس روایت کو بغور ملاحظہ فرماوین کہ باوجود بیہقی رح شافعی ہونیکے دعوی کرتے ہین کہ اجتمع الناس کا یعنے اتفاق ہے تمام مفسرین کا اور مولانا عبدالعلی بحرالعلوم فرماتے ہین ارکان اربعہ مین وحجتنا ثانیا قولہ تعالی واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون قال احمد اتفقوا علی ان ھذہ الایۃ نزلت فی الصلوۃ وعن مجاھد کان علیہ الصلوۃ والسلام یقرأ فی الصلوۃ فسمع فتیً من الانصار فنزل واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون یعنے مولانا بحرالعلوم فرماتے ہین کہ حجت ثانیہ عدم قراءت خلف امام مین آیۃ مذکورہ تحریر فرمائی اور کہا کہ فرمایا امام احمد حنبل رح نے اتفاق ہے تمام مفسرین کا کہ یہ آیت نازل ہوی درباب نماز کے۔ اور مجاہد سے مروی ہے کہتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت کرتے نماز مین پس سنے آپنے قراءت ایکجوان انصار سے اوسوقت نازل ہوی آیت واذا قرئ القرآن الخ

دلیل نہی امام قولہ تعالی فاقرؤا ما تیسر من القرآن یعنے پس پڑہو تم جو چیز کہ آسان ہو قرآن سے اور تفصیل اوسکی قریب معلوم کیا جاویگی انشاءاللہ تعالی۔ اگر کوئی کہے کہ مخالفین بہی احادیث روایت کرتے ہین وجوب قراءت خلف الامام پر۔ دلیل اول مخالفین جیساکہ ما اخبرنا ابو عثمان سعید بن اسماعیل الضبی ان محمد عبد الجبار بن محمد بن الجراحی انا ابو العباس المحبوبی انا ابو عیسی الترمذی انا ھناد انا عبیدۃ بن سلیمان عن محمد بن اسحاق عن محمود ابن الربیع عن عبادہ بن صامت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صلی الصبح فثقلت علیہ القراءۃ فلما انصرف قال انی اریکم تقرؤن وراء امامکم

اگر روایت ہے [illegible]
ویسے روایت [illegible]

قلنا نعم یا رسول الله والله قال لاتفعلوا الا بام القرآن فانه لا صلوٰة لمن
لا یقرأ الفاتحة یعنے عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ نماز پڑہے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی پس گران ہوا آپ پر پڑہنا پس جب فارغ ہوے نماز سے
فرمایا تحقیق کہ مین دیکہتا ہون تمکو پڑہتے ہین تم لوگ پیچہے امام کے پس کہا ہم لوگون نے
ہان بخدا ای رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپنے فرمایا کہ نہ پڑہو مگر الحمد۔ کیونکہ بغیر
اوسکے نماز نہین ہوتی۔ اور اس حدیث کو ترمذی نے حسن کرکے لکہا ہی اور دارقطنی نے کہا
کہ اسناد اسکے اچہے ہین اور رجال اسکے ثقات ہین۔ اور خطابی نے کہا اسناد اسکے
عمدہ ہین اور حاکم نے کہا کہ اسناد اسکے مستقیم ہین۔ واضح ہو کہ اس حدیث کی صحت
مین اختلاف ہے ایک گروہ علماء اوسکی صحت کے قایل ہین جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور کئی
علماء نے ضعیف بہی لکہا ہی۔ چنانچہ علامہ زیلعی لکہتے ہین ضعفہ احمد وجماعۃ
(دلیل قوی) یعنے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے امام احمد بن حنبل اور ایک گروہ نے
اور یحیی بن معین رح نے کہا ہی کہ اس حدیث کا جملہ استثنائیہ صحیح نہین پس ایسی
صورت مین ہمکو تحقیق کرنا اور اصول حدیث پر عمل کرنا لازم ہوا۔ یہہ بہی واضح ہو کہ اس حدیث
محمد بن اسحاق کا حال
مین اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اوسکے طریقے مین محمد بن اسحاق بن یسار واقع ہے
چنانچہ ترمذی سے یہ حدیث منقول ہے اور جسکو ترمذی نے حسن لکہا ہی اوسمین بہی
بہی محمد بن اسحاق بن یسار واقع ہے اور محمد بن اسحاق بن یسار خود مختلف فیہ ہے
پس جو لوگ اوسکو ثقہ خیال کرتے ہین یعنے ترمذی اور دارقطنی وخطابی وغیرہ وہ لوگ
حدیث کو بہی صحیح کہتے ہین اور جو لوگ محمد بن اسحاق کو ضعیف اور غیر مستند جانتے ہین
وہ حدیث بہی ضعیف کہتے ہین اور دیکہئے کہ محمد بن اسحاق خود کیسا ہے اور اصول حدیث کے

مطابق قابل سند ہی نہین - واضح ہو کہ یحیی قطان کو سارے ائمہ نے قابل سند تسلیم کیا ہے
اور لکھا ہے کہ جسکو یحیی قطان چھوڑ دینگے ہم لوگ بھی اسکو چھوڑ دینگے محمد بن اسحاق کی نسبت
لکھا ہے اشهد ان محمد ابن اسحاق کذاب (میزان الاعتدال) یعنے مین اس
بات کی گواہی دیتا ہون کہ محمد بن اسحاق بڑا جھوٹا ہے اور اسیطرح سلیمان تیمی نے
اوسکو کذاب لکھا ہی امام مالک رح بھی اسکو دجال لکھا ہی (میزان الاعتدال) اور دارقطنی
نے کہا اوسکے ساتھ حجت پکڑ نہین سکتے - اور نسائی نے کہا قوی نہین ہے دیکھو مولانا عبد العلی
قدس سرہ بر مسلم نول کشوری صفحہ (۱۴۴) مگر ہم صرف یحیی قطان سے دلیل لاتے ہین کیونکہ اونکا
جرح مفسر ہے اور یہ قواعد حدیث مین ہے کہ جب کسی شخص کو چند آدمی عادل اور ثقہ کہین اور چند
آدمی اوسکو ضعیف اور ناقابل استناد کہین تو اگر کوئی شخص عارف بالاسباب اور مستند بوجہ
تفصیلی ضعیف کہتا ہی تو اعتبار ضعف کا ہوگا قال الحافظ ابن حجر فی شرح نخبة الفکر
والجرح مقدم على التعديل واطلق ذلك جماعة ولكن محله ان صدر مبينا من
عارف باسبابه لانه ان كان غير مفسر لم يقدح فيمن ثبت عدالته وان
صدر من غير عارف بالاسباب لم يعتبر به - ایضا کہا حافظ ابن حجر نے
شرح نخبة الفکر مین کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر یعنے کسی راوی کو چند آدمی اچھا اور مستند
کہین اور چند لوگ اوسکو برا اور ناقابل بتادین تو مقدم بھی رکھا جاویگا کہ وہ ناقابل و
بے اعتبار ہے اور عام رکھا ہی اس بات کو ایک جماعت نے لاکن اوسکا موقع یہ ہے
کہ وہ جرح ہو اوس شخص کا جو اسباب جرح کا پرکھنے والا ہے کیونکہ اگر مفسر نہوگا تو اوس
شخص کے لئے کچھ مضر نہوگا جسکی عدالت ثابت ہو چکی ہے اور اگر ایسے شخص سے وہ جرح
صادر ہوا جو اسباب جرح کو نہین جانتا تو اس جرح کا بھی اعتبار نہوگا اور یہ مسلم ہے کہ

یحیی قطان اسباب جرح کا بڑا واقف ہی چنانچہ تہذیب التہذیب مین ہی قال ابراھیم
بن محمد التیمی ما رایت اعلم بالرجال من یحیی القطان یعنی کہا ابراہیم تیمی نے
کہ مین نے کسیکو یحیی قطان سے زیادہ رجال کا واقف نہین دیکہا۔ اور نیز اسی مین ہے
کہ امام احمد نے کہا بخدا ہمنے یحیی قطان کا مثل نہین دیکہا اور یہ ہی مسلم ہی کہ لفظ لذاب
جرح مفسر ہے پس محمد بن اسحاق لامحالہ ضعیف ہے اور قابل اعتبار نہین قطع نظر اسکے
محمد بن اسحاق مدلس ہے مدلس ہونا حدیث کی روایت مین ایک خاص قسم کا عیب ہے
چنانچہ تقریب کے صفحہ (۲۱۵) مین بہی اوسکو مدلس لکہا ہی۔ اور علامہ بدرالدین عینی لکہتے ہین

یعنی محمد بن اسحاق کا ۱۲

وفی حدیث عبادۃ محمد بن اسحاق بن یسار وھو مدلس۔ قال النووی
لیس فیہ الا التدلیس بنایہ جلد اول صفحہ (۷۱۱) یعنے حدیث عبادہ مین محمد بن اسحاق
بن یسار ہے اور وہ مدلس ہے کہا نووی نے اسمین نہین ہے مگر تدلیس اور یہ ہی مسلم ہے
کہ مدلس جب لفظ عن سے روایت کرے تو وہ روایت متصل نہین سمجھی جاویگی اور یہہ
روایت جو محمد بن اسحاق سے ترمذی وغیرہ مین مذکور ہے اسمین محمد بن اسحاق نے
لفظ عن سے روایت کی ہے پس یہہ روایت ضرور منقطع ہوگی اور قابل حجت نہوگی چنانچہ
بدرالدین عینی رح لکہتے ہین۔ قلنا المدلس اذا قال عن فلان لا یحتج بحدیثہ
عند جمیع المحدثین مع انہ قد کذبہ مالک رضعفہ احمد وقال لا یصح الحدیث
عنہ وقال ابو زرعۃ الرازی لا یقضی لہ بشیٔ بنایہ جلد اول صفحہ (۷۱۱)
یعنے کہتے ہم کہ مدلس عن فلان کہے تو اوسکی حدیث حجت نہوگی سب محدثین کے
نزدیک باینہمہ اوسکو یعنے محمد بن اسحاق کو امام مالک رح نے جہوٹا کہا ہی اور امام احمد رح نے
ضعیف بیان کیا ہی اور کہا کہ اوس سے حدیث صحیح نہین اور ابوزرعہ رازی نے کہا کہ

اعتراض صحیح بے مقصد

اوسکی کسی شئی کا اعتبار نہین کیا جاتا ہی وجہ ہے کہ ابن الملقن نے جب دیکہا کہ اس
حدیث کو خطابی وغیرہ صحیح بتاتے ہین اور محمد بن اسحاق بہی روایت مین موجود ہی تو خود یہہ
اعتراض کرکے ایک جواب تاویلی نا قابل اعتبار دیا چنانچہ لکہا ہی فاذا قلت فی اسناده

جواب

محمد بن اسحاق وھو مدلس فکیف یکون حسنا فالجواب ان الدارقطنی
والبیہقی وابن حبان رووا باسانیدھم عن ابن اسحاق فزال ذلک

جواب

(دلیل قوی) صفحہ ۹) یعنے اگر تو کہے کہ اس اسناد مین محمد بن اسحاق ہے اور وہ مدلس ہے
پس حدیث کیونکر حسن ہوگی تو جواب یہہ ہے کہ دارقطنی اور بیہقی اور ابن حبان نے
روایت کیا اوسکو محمد بن اسحاق سے پس زایل ہوگیا یہ امر دیکہو اتنا تو ابن الملقن کو
بہی تسلیم ہی کہ اس روایت مین محمد بن اسحاق مدلس واقع ہوا اور تدلیس لفظ عن سے
نزدیک جمیع محدثین کے غیر معتبر ہے باوجود اس بات کے جواب مین کہتا ہی چونکہ دارقطنی
وغیرہ نے اس سے روایت کی تو یہ بات جاتی رہی بولنا بڑی شرم کی بات ہے
انصاف کا مقام ہے کہ جب بیہقی وغیرہ اپنی کتابون مین موضوع اور ضعیف حدیثین
سیکڑون روایت کرتے ہین تو اونکی روایت کردینے سے یہ روایت کیونکر صحیح
ہوجاویگی اور محمد بن اسحاق کا عیب کیا جاتا رہیگا (ظل الغمام) اور سوا ان امور مذکورہ
کے محمد بن اسحاق کو تقریب التہذیب مین شیعہ اور قدریہ ہونیکا الزام بہی لگایا ہے
اور کہتا ہی یدلس ورمی بالتشیع والقدر اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ خود دارقطنی
کہتا ہی اوسکے ساتہ حجت پکڑنا نہین ہوسکتا۔

تنبیہ

تنبیہ معلوم کیجیے جب اس حدیث کے راوی مین اتنے عیوب ہوے پہر کیونکر وہ حدیث
قابل حجت ہوگی اور واضح ہو کہ یہہ حدیث ابوداؤد مین اور دو طریقون سے مروی ہے

ایک مین نافع بن محمود واقع ہے اور وہ مجہول ہے چنانچہ تقریب التہذیب مین ہے مستور من الثالثہ یعنے وہ پوشیدہ حال ہے طبقہ ثالثہ سے (تقریب صفحہ ۲۶۰)

اور الجوہر النقی مین ہے قال ابن عبد البر مجھول وقال الطحاوی لا یعرف یعنے کہا ابن عبد البر نے کہ وہ مجہول ہے اور کہا طحاوی نے نہین پہچانا جاتا ہے وہ - اور دوسرے طریق مین مکحول نے عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے اور لطف تو یہ ہے کہ مکحول کو عبادہ سے ملاقات نہین ہوی ومکحول قد سمع من واثلہ بن الاسقع وانس بن مالک وابی ھند الدارمی ویقال انہ لم یسمع من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا من ھؤلاء الثلث ترمذی شریف مطبوعہ احمدی بار ثانی صفحہ ۲۰۸ جلد ثانی یعنے مکحول نے سنا ہی واثلہ بن الاسقع اور انس بن مالک اور ابو ہند دارمی سے اور کہا جاتا ہے کہ مکحول نے بجز ان تینون کے اور کسی صحابی سے نہین سنا ہی دیکھو ان تینون مین عبادہ کا نام نہین اور حافظ ابن حجر نے تہذیب مین لکھا ہی قال ابوبکر البزار روی مکحول عن جماعۃ من الصحابۃ عن عبادہ وابی الدرداء وحذیفہ وابی ھریرۃ وجابر ولم یسمع منھم - یعنے کہا ابوبکر بزار نے روایت کی مکحول نے ایک گروہ صحابہ رض سے عبادہ اور ابو درداء اور حذیفہ اور ابو ہریرہ اور جابر سے اور حالانکہ اوسنے کسی سے نہین سنا پس جب مکحول کو عبادہ رض سے ملاقات نہوی تو حدیث متصل نرہی بلکہ منقطع ہوگئی غرض یہ حدیث کسی طرح لایق اعتماد اور قابل استناد نہین رہی ؛

حدیث دوم ما رواہ مسلم وغیرہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی صلوۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فھی خداج ثلاثا غیر تمام فقیل لابی ھریرۃ انا نکون وراء الامام فقال اقرأ فی نفسک یعنے وہ روایت

نافع بن محمود کا مجہول ہونا

مکحول کا عبادہ بن صامت رض سے ملاقات نہ ہونا

حدیث دوم مسلم وغیرہ کی

جو مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے نماز پڑہی اور نہ قرات کی اسمین سورہ فاتحہ پس وہ
نماز ناتمام ہے تین مرتبہ آپ نے فرمایا پس لوگون نے بعد سننے اس حدیث کے ابو ہریرہ
سے دریافت کیا کہ ہم لوگ جب پیچہے امام کے ہون اوسوقت کیا کرین آپنے فرمایا
اقرأبھا فی نفسك یعنے اوسوقت غور و فکر اپنے دل مین کر اور طبیعت کو اپنے منتشر نکر
اور تدبر اوسکی معانی کا کر پس جو لوگ کہ اس قول ابی ہریرہ سے پڑہنا مقتدی کا
ثابت کرتے ہین اوسکا جواب علامہ بدرالدین عینی وغیرہ نے مفصل تحریر فرمایا ہے

جواب

قال العینی فی شرح البخاری قلت ھذا لایدل علی الوجوب لان المأموم
مأمور بالانصات فحینئذ یحمل ذلك علی ان المراد تدبر ذلك
و تفکرہ انتہی یعنے علامہ عینی شرح البخاری مین تحریر فرماتے ہین کہ مین
جواب دیتا ہون کہ لفظ نہین دلالت کرتا اوپر وجوب قرات مقتدی کے
اسواسطے کہ مقتدی مامور بالانصات ہے پس اسوقت محمول ہوگا یہ لفظ اوپر
اس امر کے کہ مراد اس سے غور و فکر کرنا ہے قرات امام کو نہ یہ کہ زبان سے
پڑہے قال الزرقانی فی شرح الموطا قیل معناہ تدبرھا اذا سمعت
الامام ان یقرأھا انتہی یعنے محدث زرقانی شرح موطاء مالک مین تحریر
فرماتے ہین کہ بعض محدثین نے معنی اقرأ بھا فی نفسك کو بیان فرمایا کہ غور و فکر
کرنا ہے سورہ فاتحہ کو جسوقت سنے تو امام کو کہ پڑہتا ہے اسکو وکذا فی المرقاۃ
حاشیۃ المشکوۃ لعلی القاری وفی تبصیر العینین ما روی المسلم
عن ابی ھریرۃ وغیرہ لایدل علی قراءۃ الفاتحۃ علی الامام والمأموم

بل یدل علی وجوب قراءۃ الفاتحۃ علی المنفرد والامام انتہی یعنے تفسیر العینین
مین مرقوم ہے کہ وہ روایت جو مسلم نے ابو ہریرہ وغیرہ سے روایت کی ہنین دلالت
کرتی وہ روایت اوپر فرض ہونے قرادت سورۂ فاتحہ کے اوپر امام اور مقتدی کے
بلکہ دلالت کرتی ہے اوپر وجوب ہونے قرادت فاتحہ کے اوپر امام کے فقط اور
یہی موافق آیۂ کلام ربانی اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون
کے مطابقت رکہتی ہے **حدیث سوم** ما رواہ ابو داود عن ابی ہریرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرج فناد فی المدینۃ انہ لا صلوۃ
الا بقرآن ولو بفاتحۃ الکتاب فما زاد ولو بفاتحۃ الکتاب فما زاد
یعنے ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ فرمایا واسطے میرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ جا ای ابو ہریرہ پس پکار دے مدینہ مین کہ نہین نماز ہوتی مگر ساتہ پڑہنے
قرآن کے اگرچہ سورۂ فاتحہ ہو پہر اسپر کچہ اور زیادہ کرے یعنے علاوہ سورۂ
فاتحہ کے چند آیۃ یا ایک سورہ پڑہے انتہی وایضا فیہ عن ابی ہریرۃ قال امرنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان انادی انہ لا صلوۃ الا بقراۃ
فاتحۃ الکتاب فما زاد یہہ روایت بہی ابو داود مین ابو ہریرہ رض سے مروی ہے
وہ فرماتے ہین کہ حکم کیا مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کردون
مین کہ نہین ہوتی نماز مگر ساتہ پڑہنے سورۂ فاتحہ کے پہر اسپر کچہ اور زیادہ کرے
یعنے چند آیۃ یا ایک سورہ انتہی **فایدہ** ان دونون روایتون سے بہی پڑہنا
سورۂ فاتحہ کا خلف امام ثابت نہین بلکہ روایت اول سے مطلق قرادت قرآن
ثابت ہوتی ہے اگرچہ سورۂ فاتحہ ہو پس امام یا منفرد اگر کچہ بہی قرآن سے قرادت

کریگا بلاشک نماز نہوگی اور دوسری روایت مین چند احتمالات وارد ہوتے ہین
اول یہ کہ قرأت فاتحہ کو فرض تصور کرین تو آیہ کلام ربانی کے خلاف ہوتا ہی کیونکہ آیہ
فاقرؤا ما تیسر من القرآن سے قرات عامہ مراد ہے نہ خاص قرأت فاتحہ اور
اگر یون کہین کہ وجوب قرأت سورہ فاتحہ اوس سے مراد ہے تو اوس وقت یہ کہا
جاویگا کہ بلاشک امام اور منفرد کو پڑہنا سورہ فاتحہ کا اور اوسکے ساتہ ایک سورہ
یا چند آیت پڑہنا بہی واجب ہے چنانچہ لفظ فما زاد کا اوسپر صاف دلالت کرتا ہے
کہ علاوہ سورہ فاتحہ کے چند آیہ یا ایک سورہ کوئی بقدر ما تیسر من القرآن پڑہے
چنانچہ سنن ابی داؤد مین قران دونون روایتون کے جو اوپر مذکور ہوین بتصریح موجود ہے
عن ابی سعید قال امرنا ان نقرأ بفاتحۃ الکتاب وما تیسر یعنے ابوسعید
فرماتے ہین کہ حکم کئے گئے ہم لوگ یہ کہ پڑہین سورہ فاتحہ اور اسقدر کہ آسان ہو
سوای فاتحہ کے۔ حاصل کلام اس سے یہی ہے کہ یہ حکم امام اور منفرد کو ہی نہ مقتدی کو
پس کیونکر مثبتین قرأت خلف امام اس سے تصور کیا جاوے اگر بالفرض والتسلیم
ثابت بہی ہو تو یہ دونون روایت قابل استدلال نہین کیونکہ اون دونون روایتون
کا ایک شخص جعفر بن میمون راوی ہے وہ اکثر خطا کرتا تہا کما ھو موجود فی التقریب
و قال العینی فی شرح البخاری ان جعفر المذکور فی سندہ ھو جعفر
فیہ کلام حتی صرح النسائی انہ لیس بثقۃ یعنے فرمایا علامہ عینی نے
شرح بخاری مین کہ بیشک جعفر مذکور سند مین اس روایت جعفر بن میمون ہے
کہ جسکی صداقت مین محدثین کو کلام ہے یہانتک کہ نسائی نے تصریح کی اس امر کی
کہ وہ غیر ثقہ ہے پس جب ثقہ ہونا اوسکا نزدیک محدثین کے ثابت نہو تو روایت

اسکی کیونکر قابل احتجاج ہوگی انتہی حدیث چہارم لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب یعنے نہین ہے نماز واسطے اوسکے جسنے نہین پڑہا سورہ فاتحہ۔ اور تیسیر القاری فارسی شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے دلالت حدیث بر ترجمہ ظاہر ست بدانکہ شافعی رح این حدیث وامثال آنرا متمسک خود ساختہ بہ فرضیت قرأت فاتحہ قایل شدہ ست حنفیہ این نفی را بر نفی کمال و فضیلت حمل میکنند چنانچہ در حدیث لا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد واتفاق ست درینجا کہ نماز ہمایہ مسجد درخانہ جایز ست و فضیلت جماعت ازوی فوت میشود ودر حدیث لا صلوۃ للعبد الآبق نیست نماز بر بندہ گریزپا را بعد از فرماتے ہین پس دلالت آن ظنی ست وظنی موجب فرضیت نمیباشد ونیز چنانچہ صاحب ہدایہ تقریر کردہ آیت فاقروا ما تیسر من القرآن قطعی ست در معنی عموم و بحدیث ظنی کہ در ثبوت و دلالت زیادہ بر قطعی کتاب روا نباشد لیکن موجب عمل ست وما گفتیم کہ خواندن فاتحہ واجب ست نہ فرض تا ابطال قطعی بظنی لازم نیاید یعنے دلالت حدیث اوپر ترجمہ کے ظاہر ہے۔ جان تو شافعی رح اس حدیث اور امثال اوسکے دلیل اپنی گردان کر ساتہ فرضیت قرارت سورہ فاتحہ کے قایل ہوے ہین حنفیہ اس نفی کو اوپر نفی کمال و فضیلت کے حمل کرتے ہین جیساکہ حدیث مین لا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد کے یعنے نہین ہے نماز واسطے ہمسایہ مسجد کے مگر مسجد مین اور اتفاق ہے شافعیہ اور حنفیہ کا اس جاے اس بات پر کہ نماز ہمسایہ مسجد کے گہر مین جایز ہے اور فضیلت جماعت اوس سے فوت ہوتی ہے اور بیچ حدیث لا صلوۃ للعبد الآبق یعنے نہین ہے نماز واسطے غلام بہاگنے والے کے پس دلالت حدیث لا صلوۃ لمن لم یقرأ

حدیث چہارم فرضیت فاتحہ

تیسیر القاری شرح صحیح بخاری

بفاتحۃ الکتاب کی ظنی ہے اور ظنی موجب فرضیت کی نہین ہوتی ہے اور یہی صاحب
ہدایہ نے تقریر کی ہے کہ آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن قطعی ہے بیچ معنی عموم کے ہے
اور ساتھہ حدیث ظنی بیچ ثبوت اور دلالت کے زیادت اوپر قطعی کے یعنے کتاب اللہ
کے روا نہین ہے لیکن موجب عمل کا ہے اور ہم کہتے ہین پڑہنا فاتحہ کا واجب ہے نہ فرض
تا ابطال دلیل قطعی کی ساتھہ ظنی کے لازم نہ آوے انتہی اور اسیطرح حدیث لا ایمان
لمن لا امانۃ لہ اور حدیث لا دین لمن لا عہد لہ کے نظر کرکے قائلین لا صلوۃ
لمن لا یقرأ بفاتحۃ الکتاب کو لازم ہوا جیسا کہ سورہ فاتحہ کے نہ پڑہنے سے نماز نہین ہوتی
پس اسیطرح امانت مین خیانت کرنیوالا اور عہد شکنی کرنیوالے کو بے ایمان و بے دین یعنے
کافر بولنا پڑیگا اور ماسوا اسکے آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن جو دلیل قطعی ہے خصوصیت
سورہ فاتحہ کی نفی کر رہی ہے پس معنی آیت شریف کی یعنے پڑہو تم جو آسان ہو قرآن سے
پس اس آیت مین کچھہ خصوصیت سورہ فاتحہ کی نہین چونکہ ثبوت اسکا خبر واحد سے یعنے
دلیل ظنی سے ہی اسلئے ہم قرأت فاتحہ امام اور منفرد کو واجب کہتے ہین نہ فرض اور خود
صاحب بخاری اس حدیث کے نیچے دوسری ایک حدیث لائے ہین جس سے سورہ
فاتحہ کے پڑہنے کا وجوب بہی ثابت نہین ہوتا جیسا کہ لکہا ہی دلیل بست و نہم فاذا قمت
الی الصلوۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن یعنے پس جب کہڑی
رہیگا تو طرف نماز کے پس تکبیر بول تو پس پیچھے پڑھ تو جو کچھ آسان ہو ساتھہ تیرے
قرآن سے روایت کی اسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور
ابو داؤد اور طحاوی نے اور دوسری وجہ یہہ ہے کہ اس حدیث سے عدم فرضیت
سورہ فاتحہ کے یہہ ہے لفظ لا کا اس حدیث مین جو مذکور ہے اسم و خبر کو چاہتا ہے

اسم اسکا لفظ صلوٰۃ موجود ہے اور خبر اسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں
فرمائی پس ہوی حدیث مؤول اور محتمل کسیچ چیز کی مثل لا صلوٰۃ کاملۃ یا جائزۃ کی پس اگر ہو مقدر
خبر لفظ جائزہ کی تو معنی یہہ ہوگی کہ نہین جائز ہے نماز بغیر فاتحہ کے پس دلالت کی آیۃ
شریفہ اور احادیث صحیحہ نے کہ خبر لا کی کاملۃ ہے نہ جائزہ پس ہوی حدیث مؤول
نہ دلالت کریگی بالذات کسی ایک امر پر بلکہ ہوگی تابع دوسرے قوی دلائل کی اور ماسوائے
اسکے وہی عبادہ بن صامت رضہ کی حدیث صاف دلالت کرتی ہے اسپر کہ خبر لا کی کاملہ ہے
اسلیئے کہ تمام الفاظ حدیث شریف کے یہہ ہین کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب فصاعدا روایت کیا اسکو مسلم
اور ابو داؤد اور نسائی وغیرہم نے اور حدیث ابی سعید خدری رضی کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے مفتاح الصلوٰۃ الطہور وتحریمہا التکبیر وتحلیلہا التسلیم
ولا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بالحمد وسورۃ فی فریضۃ او غیرہا روایت کیا اسکو ترمذی
نے یعنے کنجی نماز کی طہارت ہے اور تحریمہ اسکی تکبیر اور نکلنا نماز سے سلام ہے اور نہین ہے
نماز پوری اوسکی لئے کہ پڑہے الحمد اور سورہ فرض مین یا غیر فرض مین پس حدیث عبادہ بن
صامت رضہ کی اور یہہ حدیث ابی سعید خدری رضی کی صاف دلالت کرتی ہے خبر لا کی کاملہ ہے
کیونکہ اگر جائزہ کہین تو لازم آویگی یہہ بات سورہ فاتحہ کے سوا ضم سورہ بہی فرض ہے کیونکہ
یہہ دونوں باتین اسی عبادہ بن صامت کی حدیث سے ثابت ہوتے ہین اور اسی کے
مضمون کے مطابق ابی سعید خدری کی حدیث صاف دلالت کرتی ہے جبتک سورہ
فاتحہ اور ضم سورہ ذکر سے نماز جائز نہین جیسا کہ امام مالک کا مذہب ہے
اور یہہ بہی معلوم کیا چاہیے قرأت فاتحہ امام اور منفرد کے لئے ہے نہ مقتدی کو جیسا کہ اوپر کے

دلائل میں مذکور ہوا اور بھی مروی ہے جابر بن عبد اللہؓ سے اور امام احمد اور دیگر
علمانے بھی سمجھا ہے ترمذی میں ہے وامام احمد بن حنبل فقال معنی قول النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب اذا کان
وحدہ واحتج بحدیث جابر ابن عبد اللہ حیث قال من صلی رکعۃ لم
یقرأ فیہا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام قال احمد
فہذا رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاصلوۃ لمن لم
یقرأ بفاتحۃ الکتاب ان ہذا اذا کان وحدہ یعنے لیکن امام احمد بن حنبل
نے بس کہا کہ اس قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنے لاصلوۃ لمن لم یقرأ
بفاتحۃ الکتاب یعنے اسکی نماز نہیں ہوتی جو الحمد للہ نہ پڑھے یہہ کہ جب کوئی اکیلا
پڑھے نماز یعنے مقتدی کو خود قرأت کرنا ضرور نہیں اور استدلال کیا حدیث جابر سے
کہ کہا انھوں نے جو شخص کوئی رکعت بغیر الحمد للہ کے پڑھے تو نماز نہو گی مگر جب کہ وہ امام
کے پیچھے ہو کہا امام احمد بن حنبل نے پس جابر بن عبد اللہؓ ایک صحابی ہیں رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطلب نکالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث کا
صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب کا یہہ جب ہے کہ پڑھنے والا تنہا ہو اور حضرت
عبد اللہ بن عمر رضؓ سے جو بڑے صحابی اور نہایت متبع سنت تھے جب سوال ہوا کہ قرأت
خلف الامام میں آپ کیا فرماتے ہیں تو آپنے کہا تکفیک قرأۃ الامام یعنے تجھکو امام
کا پڑھنا کافی ہے **سوال** اگر کوئی کہے کہ عبد اللہ ابن عمر رضؓ سے اسکے خلاف میں بھی
مروی ہے تب قاعدۂ اذا تعارضا تساقطا ثابت ہوگا اسوقت مانعین قرأت کا دعوی
رد ہو گا **جواب** اول بر تقدیر ثبوت جسطرح سے وہ دلیل ہمارے لئے قابل حجت

نہوگی ویساہی مجوزین قرأت کے لئے بہی دلیل نہوگی کیونکہ قاعدہ اذا تعارضا تساقطا
اونپر بہی صادق آتاہے جواب دوسرا بقول آپ کے اگروہ روایت عبد اللہ بن عمر رضہ
متعارض بہی ہو تو ہمکو اس سے کچہہ نقصان نہین کیونکہ ہماری وہی ایک دلیل نہین
بلکہ اور بہی بہت سے دلائل ہین جیساکہ بالا مذکور ہوئے اور عبد اللہ بن مسعود رضہ
نے بہی یہی جواب دیا جب اُنسے سوال کیا گیا سیکفیک ذالک الامام یعنے
اسکے لئے امام کافی ہے اب ہم یہان سے اعتراضات غیر مقلدین کو بیان کرتے ہین جو
ہمارے دلائل پر کرتے ہین اور انکے جوابات بہی اُسیکے ساتہ لکہتے ہین اعتراض غیر مقلد
بر دلیل اول یہہ فقرہ فانتہی الناس الخ یعنے لوگ قرأت سے باز آئے زہری کا قول ہے
جیساکہ بہت سے محدثین نے لکہا ہے پس مرفوع نہوا لہذا یہہ حدیث حجت نہوگی جواب
ہمارا استدلال تو قول زہری پر نہین بلکہ استدلال ہمارا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم پر ہے یعنے مالی انازع القرآن پر جسکا صاف مطلب یہہ ہے کہ مقتدی کو قرأت
کرنا نہین چاہئے جیساکہ ہم نے اوپر ثابت کیا اُسیکے مطابق صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہی قرأت
کو چہوڑ دیا دوسرا اعتراض مقتدی آہستہ قرأت کریگا پس اسوقت تنازع نہ واقع ہوگا
جواب دوم اسطرحسے بہی نہ پڑہنے پر دلیل سوم اور دلیل چہارم دیکہہ لیجئے اعتراض غیر مقلد بر
دلیل دوم اس حدیث مین یہہ فقرہ واذا قرأ فانصتوا پر ابو داؤد سے نقل کیا ہے یہہ فقرہ
حدیث کا وہم ہے اور یہہ وہم ابو خالد سے ہوا ہے اور سوائے ابو داؤد کے اور
بہی لوگ وہم کرتے ہین جواب واضح ہو کہ اصل اعتراض دو امر پر مبنی ہے ایک یہہ کہ ابو خالد
نے وہم کیا ہے اور دوسرا یہہ کہ سلیمان تیمی نے اصحاب قتادہ سے مخالفت کی ہے یعنے
یہہ فقرہ قتادہ کے اور اصحاب نے روایت نہین کی ہے سو امر اول کا جواب تو یہہ ہے ابو خالد

احمر وہ شخص ہے جس سے بخاری و مسلم سند لیتے ہین چنانچہ حافظ منذری نے اپنے مختصر مین ابو داؤد پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے وھذا فیہ نظر فان اباخالد الاحمر

ھذا ھو سلیمان بن حبان وھو من الثقات الذی احتج بھم البخاری

ومسلم ومع ھذا لم ینفرد بھذہ الزیادۃ بل تابعہ علیھا ابو سعید محمد بن سعد الانصاری دیکھو بنایہ مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۷۱۔ یعنے ابو داؤد کے قول مین بحث ہے کیونکہ ابو خالد احمر یہہ وہی سلیمان بن حبان ہے اور وہ ایسا ثقہ ہے کہ بخاری اور مسلم نے اوس سے استدلال کیا ہے اور یہہ وہ اکیلا نہین ہے اس فقرہ کے بڑہنے مین بلکہ اوس کے متابعت کی ابو سعید محمد بن سعد الانصاری نے اور علامہ ماردینی الجوہر النقی مین ابو خالد احمر کو ثقہ اور مستند کرکے ثابت کیا ہے اور کہتا ہے وبھذا یظھران الوھم لیس من ابی خالد کما زعم ابو داؤد یعنے اس سے ظاہر ہوا وہم ابو خالد سے نہین ہوا ہے جیسا کہ ابو داؤد کو شبہہ ہوا باقی امر ثانی کی کیفیت یہہ ہے کہ سلیمان تیمی نے سبکی مخالفت ہی نہین کی الجوہر النقی مین ہے وقد تابعہ علی روایتہ سعید

بن ابی عروبۃ وعمر بن عامر فرواہ عن قتادہ کذالک اخرجہ البیہقی من

حدیث سالم بن نوح عنھما فبطل قول ابی علے خالف اصحاب قتادہ کلھم یعنے سلیمان تیمی کی روایت پر متابعت کی سعید بن ابی عروبۃ وعمر بن عامر نے پس اسیطرح قتادہ سے روایت کی ہے نکالا اسکو بیہقی نے سالم بن نوح کی حدیث سے اون دونون سے پس باطل ہوا ابو علی کا یہہ قول کہ سلیمان نے سب اصحاب قتادہ سے مخالفت کی ہے اب ہم حدیث کے صحت دوسرے قوی دلیلون سے ثابت کرتے ہین مسلم شریف مین اس فقرہ کی نسبت لکہا ہے عندی صحیح یعنے یہہ فقرہ میرے

نزدیک صحیح ہے - دیکھو مسلم شریف مع نووی مطبوعہ مصر جلد ثانی صفحہ ۲۸ اور یہ مسلم ہو چکا کہ جس حدیث کو بخاری یا مسلم صحیح لکھدین تو وہ بلاشبہ صحیح ہے اور اس قاعدسے غیر مقلدین کو بہی انکار نہین امام احمد حنبل نے اس فقری کو صحیح لکھا ہے چنانچہ علامہ زرقانی ابن عبد البر کا قول نقل کرتے ہین ونشہد لہ قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و الامام واذا قرء فانصتوا صححہ ابن حنبل فاین المذہب عن السنۃ وظاہر القرآن زرقانی جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ (۱۶۱) یعنے شاہد ہے اسپر قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام کے بارہ مین واذا قرء فانصتوا صحیح کیا ہی اسکو ابن حنبل نے بس کہان جانے کی جگہہ ہے حدیث سے اور ظاہر قران سے امام ابن حزم نے بہی اسکو صحیح لکہا ہے الجوہر النقی مین ہے قلنا وابن حزم صحح حدیث ابن عجلان یعنے کہتے ہین کہ امام ابن حزم نے صحیح لکہا ہے ابن عجلان کی حدیث کو بنایہ مین ہے وصحح ابن خزیمہ حدیث ابن عجلان المذکور فیہ تلک الزیادۃ بنایہ مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ (۷۱۱) یعنے ابن خزیمہ نے عجلانی کی حدیث کو جس مین یہہ بڑہایا ہوا فقرہ مذکور ہے صحیح لکہا ہے اب آو اصول حدیث سے جانچ لین اصول حدیث کا یہہ ایک قاعدہ ہے مسلمہ کہ جب راوی کوئی فقرہ دوسرے راویون سے زیادہ روایت کرے تو دیکہا جاہے کہ جس راوی نے وہ فقرہ بڑہایا ہے ثقہ ہے یا نہین درصورت اول وہ فقرہ زاید صحیح مانین گے امام نووی کہتے ہین زیادات الثقۃ مقبولۃ مطلقا عند الجماهیر من اهل الحدیث والفقہ والاصول نووی برمسلم جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰ یعنے ثقہ کی زیادتی مقبول ہے عموماً جمہور محدثین وفقہا واصولیین کے نزدیک اور جب ثابت ہوا کہ ابو خالد احمر ثقہ ہے اور بخاری ومسلم اوس سے سند

لاتے ہین تو اسکا فقرہ بڑہایا ہوا خواہ نخواہ مقبول ہوگا اور اسیطرح سے ابن عجلان کی
زیادتی بہی مقبول ہوگی کیونکہ وہ خود ثقہ ہے اور دوسرے راویون نے اوسکے متابعت
بہی کی ہے الجوہر النقی مین ہے ابن عجلان وثقہ العجلی وفی الکمال لعبد الغنی ثقة
کثیر الحدیث وذکر الدارقطنی ان اخرج له مسلم فی صحیحہ فہذا
کما مر زیادۃ ثقة وقد تابعه علیها خارجة ابن مصعب ویحیی بن العلاء
کما ذکرہ البیہقی انتہی یعنے عجلان کو عجلی نے ثقہ لکہا اور عبد الغنی کی کمال مین ہے کہ وہ
ثقہ اور کثیر الحدیث ہے اور دارقطنی نے ذکر کیا ہے کہ مسلم نے اپنے صحیح مین اوسکے
حدیث نکالی ہے پس یہہ جیسا کہ گذرا ثقہ کی زیادتی ہے اور اسکے متابعت خارجہ بن
مصعب ویحیی بن العلاء نے کی ہے جیسا کہ بیہقی نے ذکر کیا غرض اس حدیث کی صحت
مین اب محقق کو کیا بلکہ عامیون کو بہی شک نکرنا چاہیے ظل الغمام اعتراض غیر مقلد
بر دلیل ہفتم اس دلیل مین سوائے جابر رضی اللہ عنہ کے تین راوی ایک مالک بن
اسماعیل جنکو حافظ ابن حجر نے لکہا ہے ثقہ متقن صحیح الکتاب عابد تقریب التہذیب
صفحہ ۳۴۸ یعنے ثقہ متقن صحیح الکتاب پرہیزگار ہے دوسرا راوی حسن بن صالح
جنکو تقریب کے صفحہ (۵۵) مین لکہا ہے ثقة فقیہ عابد رمی بالتشیع یعنے ثقہ اور
فقیہ پرہیزگار ہے اور اسپر شیعہ پن لگایا گیا ہے باقی یہہ اعتراض کہ شیعہ پن کے گمان سے
اوسکے روایت غیر مقبول ہے کہنا قواعد حدیث کی ناواقفی پر دلالت ہے سوال اگر
کوئی کہے پہلے حدیث جو غیر مقلدین کی دلیل ہے اسمین محمد بن اسحاق بن یسار تہا اسکی
روایت تم لوگ کے نزدیک قابل حجت نہوی بسبب شیعہ ہونیکے پس اس دلیل ہفتم مین
بہی تمہارے حسن بن صالح شیعی ہے پہر کیونکر تمہاری لائی ہوئی دلیل مقبول ہوگی جواب

اسکا یہ ہے کہ وہ کاذب ہی اور یہ ثقہ ہے اور وہ جو روایت بیان کیا ہے اپنے
مذہب کو تقویت دینے کی بیان کئے تہے اسلئے غیر مقبول ہے اور اس بات کے آپ ہی مقر ہین
جیساکہ جناب مولوی شاہ رحمت اللہ صاحب دام کرمہ کے مکاتیب جم غفیر کے روبرو فرمایا (یعنے مولوی نظام الدین صاحب مخدومی)
کہ مالکؒ اور شافعیؒ اور احمد حنبلؒ اور بخاری اور حضرات شیعہ نے بہی سورہ فاتحہ خلف الامام
پڑہنا لکہا ہے انتہی۔ اور حسن بن صالح نے جو روایت بیان کی ہے اسمین اسکے مذہب
کی کچہ تائید نہین ہے جیساکہ امام نووی شیعون وغیرہ کی روایت کی نسبت اختلاف
نقل کرکے لکہتے ہین ومنھم من قال تقبل اذا لم یکن داعیۃ الی مذھبہ ولا
تقبل اذا کان داعیۃ وھذا مذھب کثیرین او الاکثر من العلماء وھو الاعدل
الصحیح امام نوویؒ بر مسلم مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۳۳) یعنی اون لوگون مین سے
وہ لوگ جنہون نے کہا ہے کہ قبول کیجاوے گی روایت اوسکے مذہب کے طرف نہ لیجاوے
اور اگر لیجاوے تو غیر مقبول ہوگی اور یہی مذہب اکثر علماء کا ہے اور یہی ٹہیک و صحیح
مذہب ہے۔ اور حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب مین ابن سعد کا قول نقل کیا ہے کان
ناسکا عابدا فقیھا حجۃ صحیح الحدیث یعنی طاعت گذار پرہیزگار فقیہ حجۃ
حدیث مین صحیح ہے دیکہو ابن سعد نے حسن بن صالح کو قابل استدلال اور صحیح الحدیث لکہا ہے
باوجودیکہ آگے چلکر اونکو شیعہ بہی لکہا ہے تیسرا راوی ابو الزبیر انکا نام محمد بن مسلم الاسدی
ہے جسکو علامہ زرقانی لکہتے ہین صدوق روی لہ الجمیع روی لہ فی الموطا ثمانیۃ
احادیث زرقانی بر موطا امام مالک جلد اول صفحہ ۱۶۲ مطبوعہ مصر) یعنے وہ سچے ہین
اور سب لوگون نے اون سے روایت کی اور موطا مین انکے آٹہ حدیثین ہین اور تہذیب
التہذیب مین ہے قال الساجی صدوق حجۃ فی الاحکام قد روی عنہ

اهل النقل وقبلوه واحتجوا به یعنی کہا ساجی نے یہ سچے ہین اور دلیل ہین احکام مین روایت
کی اونسے نقل کرنے والون نے اور قبول کیا اونکو اور حجت پکڑی ہے اونسے غرض یہہ دونون طریقی صحیح اور
معتمد ہین اسیواسطے پہلے طریقی کو علامہ ابن الہمام لکھتے ہین واسناد حدیث جابر الاول صحیح علی شرط
الشیخین یعنی جابر کی پہلی حدیث کی اسناد صحیح ہین بخاری و مسلم کی شرط پر اور طریقہ ثانی کی نسبت
الجواہر النقی مین ہی ہذا سند صحیح یعنی یہہ سند صحیح ہے یہان ہی غیر مقلدین مطلب حدیث مین جب کوئی
تصرف نہ کرسکے تو حدیث کو ضعیف کرنے پر آمادہ ہوا اونکے اعتراض کی تفصیل یہہ ہی کہ اس حدیث کو دارقطنی
نے بہت طریقون سے روایت کیا ہی اور ہر طریقی کو ضعیف لکہا ہے چنانچہ منتقی الاخبار مین ہی کہ اس
حدیث کے سب طریقون کو دارقطنی نے ضعیف ثابت کیا ہی اور حافظ ابن حجر نے بہی تلخیص مین لکہا ہی کہ اسکے
سب طریقی معلول اور ضعیف ہین اور بیہقی نے لکہا ہی کہ حدیث مرفوعاً نہین ثابت ہی البتہ مرسلاً ثابت ہے
جواب اصل یہہ ہی کہ دارقطنی نے سب طریقون کو مفصلاً ضعیف لکہا ہی پس اصل ضعیف کرنیوالا دارقطنی
ہے اور باقی حضرات اوسکی سند لاتے ہین یا وہی وجہ ضعیف بیان کرتے ہین جو دارقطنی نے ذکر کی پس دیکہنا
کہ وہ طریقہ جو موطا سے منقول ہوا اوسکو دارقطنی نے کیون ضعیف لکہا ہی دارقطنی اس طریقی کی نسبت لکہتے
ہین کہ وہذا الحدیث لم یسندہ عن جابر بن عبد اللہ غیر ابی حنیفۃ والحسن بن عمارۃ
وہما ضعیفان وقد رواہ سفیان الثوری وابو الاحوص وشعبۃ واسرائیل وشریک وابو
خالد وسفیان ابن عیینۃ وغیرہم عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرسلا وہو الصواب اب اس عبارت مین دارقطنی نے دو وجہ ضعیف حدیث
کی بیان کی ایک یہہ کہ اس حدیث کو جابر بن عبد اللہ کی سند سے بجز ابو حنیفہ رح اور حسن بن عمارہ کے اور کسی
نے نہین بیان کیا اور ابو حنیفہ رح وحسن ضعیف ہین سو یہہ وجہ ضعیف ایسی ہی کہ خود دارقطنی پر اعتماد
باقی نہین رہتا کیا معنی کہ امام ابو حنیفہ رح کو ضعیف کہنا کتنی بڑی غلطی ہی اسیوجہ سے علماء نے صاف لکہا ہی
کہ دارقطنی کی یہہ نہایت بے ادبی اور بیباکی ہے چنانچہ علامہ بدر الدین عینی و علامہ ابن الہمام اور

مولانا عبد العلی بحر العلوم و دیگر علما رح نے دارقطنی کی گرفت کی اگر کسو کو امام ہمام ابو حنیفہ رح کے فضایل اور ثقہ اور عدل معلوم ہونا منظور ہو تو تبییض الصحیفہ مصنفہ حافظ جلال الدین سیوطی شافعی و تاریخ ابن خلکان اور خیرات الحسان اور احیاء العلوم کیطرف رجوع کریں اور فضائل امام کو ملاحظہ فرماوین یہہ بہی واضح ہو کہ ایسے اماموں کے شان مین اس قسم کے اعتراضات سے کچہ خلل نہین پڑتا ورنہ کسی امام پر اعتماد نہ رہیگا یحیی بن معین نے امام شافعی کی نسبت اور شعبی نے امام نخعی پر اور ابن ابی ذویب نے امام مالک پر جرح و قدح کی ہے مگر اس سے اون حضرات کا ضعیف الروایتہ ہونا ثابت نہین ہوتا پس ظاہر ہوا کہ یہہ وجہ ضعف حدیث کی ہرگز صحیح نہین ہو سکتی باقی دوسری وجہ ضعف کی دارقطنی نے یہہ بیان کی ہے کہ اس حدیث کو سفیان ثوری و ابو الاحوص و شعبہ و اسرائیل و شریک و ابو خالد وغیرہم نے مرسلا روایت کیا ہے مرفوعا نہین پس حدیث مرفوع نہوی مگر یہہ اعتراض بہی بالکل بے سروپا ہے چنانچہ علامہ ابن الہمام نے اس حدیث کو اور طریقوں سے مرفوعا ثابت کر کے لکہا ہے فہولاء سفیان و شریک جریر و ابو الزبیر رفعوہ بالطرق الصحیحۃ فیبطل عدہم فیمن لم یرفعہ یعنی ان لوگون نے سفیان و شریک و جریر و ابو الزبیر نے اس حدیث کو صحیح طریقون سے مرفوع روایت کیا ہے پس ان لوگون کا اونمین شمار کرنا جنہون نے رفع نہین کیا ہے باطل ہوا دیکہو فتح القدیر جلد اول صفحہ ۳۹۱ غرض اولا تو امام ابو حنیفہ رح کے سوا بہی دوسرے راویوں نے اس حدیث کو مرفوع روایت کیا ہے چنانچہ دوسرا طریقہ جو ہمنے مصنف ابن ابی شیبہ سے نقل کیا مرفوع ہے اور ابن ہمام نے بہی وہ طریقے نقل کیا ثانیا دوسرے راویوں نے بہی روایت کی ہوتی تو صرف امام ابو حنیفہ کا روایت کرنا کافی تہا اعتراض غیر مقلد بر دلیل ششم دلیل ششم کے راویوں مین ایک راوی امام اعظم فخر عالم رح دوسرے راوی ابو الحسن موسے بن ابی عائشہ ہین جنکی نسبت علامہ بدر الدین عینی لکہتے ہین و ابو الحسن موسی بن ابی عائشۃ کوفی من الثقات الاثبات ومن رجال الصحیحین ابنایہ جلد اول صفحہ ۶۱ یعنے ابو الحسن موسی بن ابی عائشہ کوفی ثقات اثبات سے ہے اور بخاری و مسلم کے رجال سے ہے موطاء امام محمد مصطفائی صفحہ ۹۵ اور حافظ ابن حجر لکہتے ہین قال الحمیدی عن ابن عیینۃ حدثنا

موسی بن ابی عائشہ وکان من الثقات وقال اسحق بن منصور عن ابن ثقۃ یعنی کہا حمیدی نے ابن عیینہ سے حدیث کی ہمسے موسیٰ بن ابی عائشہ نے اور وہ ثقات سے تھے اور کہا اسحق بن منصور نے ابن معین سے کہ وہ ثقہ ہی اور تیسری راوی عبداللہ بن شداد بن الہاد جنکی نسبت حافظ ابن حجر لکھتے ہین عبداللہ بن شداد بن الہاد اللیثی ابو الولید المدنی ولد علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وذکرہ العجلی من کبار التابعین الثقات (تقریب التہذیب مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۳۲) یعنی عبداللہ بن شداد بن الہاد اللیثی ابو الولید المدنی پیدا ہوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور عجلی نے انکو بڑی ثقہ تابعیون سے ذکر کیا ہی چوتھے راوی جابر صحابی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بس اس تحقیقات سے صاف معلوم ہو چکا کہ یہہ حدیث صحیح ہی اور گفتگو غیر مقلدین کی اس حدیث شریف مین بیجا ہی اور خاک چہاننا بے فائدہ ہوا اور اعتراض انکا گو زشتر سا ہو گیا جسکو انہون نے اپنے رسالہ میزان الحق مین لکہا ہی وہو ہذا اس حدیث کے ہر طرق مین ابو الحسن کوفی ہی پڑی ہوی ہین جنکو علامہ ابن حجر مجہول لکھتے ہین کما قال ابو الحسن الکوفی مجہول (میزان الحق صفحہ ۷) جواب یہہ نادانستگی غیر مقلدون کے حصہ سی دور ہو نہین سکتی اجی غیر مقلد صاحب علامہ ابن حجر جو مجہول لکھتے ہین وہ ابو الحسن کوفی ہی جنکا نام تقریب مین مذکور نہین ہی وہ مجہول ہے اور یہہ ابو الحسن جنکو تقریب مین ثقہ اور عابد لکہا ہی اور جنکی توثیق کو ہم نے اسی بحث مین اوپر ثابت کیا ہی دیکہو اعتراض دوم غیر مقلد اسی حدیث پر جیسا کہ لکہا ہی اور باوجود اسکے مرسل ہونیکے بغایت ضعف کو پہونچی ہی جواب لا حول ولا قوۃ اس حدیث کے مرسلا صحیح ہونے مین تو کسی شخص کو بہی شک نہین بلکہ خود اس فقرے سے جو میزان الحق مین نقل کیا ہی کا یصح رفعہ یعنی اس حدیث کا مرفوع ہونا صحیح نہین خود ثابت ہوتا ہی کہ اس حدیث کے مرفوع ہونے مین گفتگو ہی نہ اوسکے مرسل ہونے مین بلکہ دار قطنی وابن عدی وبیہقی نے اسکو مرسلا صحیح لکہا ہی۔ دیکہو فتح القدیر جلد اول صفحہ ۳۹) اعتراض سوم اور جابر بن عبداللہ جو موول اس حدیث کے ہین وہ خود امام کے پیچہے قرات کرتے تہے اور مقتدیون کے قرات نکرنیسے عدم جواز صلوۃ کا فتوی دیتے تہے میزان الحق صفحہ ۹) جواب

چھوٹون کا منہہ کالا ہووی یہہ کتنا بڑا جھوٹ ہی جابر بن عبد اللہ رض کا قول تو بسند صحیح ترمذی مین موجود
ہی چنانچہ وہب بن کیسان نے جابر بن عبد اللہ سی روایت کی ہی کہ من صلی رکعۃ لم یقرأ فیھا
بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام اور اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح لکھا ہی
ترمذی شریف مطبوعہ احمدی بار ثانی جلد اول صفحہ ۴۲) اعتراض چہارم غیر مقلد ہزار ہا علمای حنفیہ محققین
کیا متقدمین کیا متاخرین خصوصاً امام محمد و امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبل و امام اسحق و امام سفیان
و شمس الائمہ امام بخاری و امام مسلم رحمہم اللہ نے اسکے وجوب پر اجماع کیا ہی میزان الحق صفحہ ۱۶) جواب
کیا غضب ہی کہ ہزارہا علمائے حنفیہ کو بھی اسمین شامل کر لیا ہے اسکے رد کرنیکی کوئی ضرورت معلوم نہین
ہوتی کیونکہ یہہ بات سراسر جھوٹھ اور افترا ہے یہہ تو ساری خدائی جانتی ہی کہ علمائے حنفیہ قرات فاتحہ خلف
الامام کو واجب نہین جانتے ہین اب بلاغ المبین کا کذب صریح سنو اور اسپر نظر ین کرو بلاغ المبین صفحہ ۱۲۳
مین اس حدیث کی نسبت واذا قرأ فانصتوا ابوداؤد سی یہہ نقل کر کے کہ یہہ فقرہ ابو خالد کا وہم ہے
لکھا ہی کہ ابو خالد مولائی جعدہ بیٹا ہبیرہ مخزومی کا مجہول ہے تیسرے طبقے سے اور تقریب کا حوالہ دیا ہی منصفو
ذرا نظر انصاف سے دیکھو یہہ کتنا بڑا کذب صریح ہی اس حدیث مین جو راوی ہی وہ ابو خالد احمر ہے
جسکا نام سلیمان بن حیان جیسا کہ ہم نے اوپر اس حدیث کے بحث مین ثابت کیا ہی اس شخص نے ایک
اور ابو خالد کو یہان فریب دہی سے ظاہر کیا ہی اے برادران اسلام دیکھو یہہ لوگ اس قسم کے کذب
اور دروغ روایات مین کرتے ہین لہذا ایسے رجالمین سے پرہیز کرو اللہ تعالی ہمکو اور تمکو توفیق خیر
دے آمین یا رب العالمین ظل الغمام قولہ سوال پنجم آیا نعین قرات فاتحہ خلف الامام کے کل احادیث
و آثار ضعیف اور دوسرے علتون سے خالی ہے کہ نہین جواب اگر کسی حدیث و اثر مین آپکو
شک و شبہ ہو تو کتاب لیکے میرے نزدیک تشریف لاوین آپکے شبہ کو دفع کرتا ہون مگر تحریرات
سے آپکو فائدہ نہوگا ؎ کی غور کند در سخن ناموزون * نوای بی نتیجہ قولہ سوال ششم جب ضعف اور
کوئی علت ان احادیث مین پائی جاوین تو وہ معارض احادیث صحیحہ کے ہوسکتے یا نہ جواب

آپ اپنے مکانین تشریف رکہکر اپنے شبہات کو دفع کرنا چاہتے ہین اسصورت مین یہہ بندہ آپکے شبہات
کو کیونکر دفع کرسکیگا علم سیکہنے کے لئے کچہہ ننگ و عار نہین تشریف لائیے اپنے شبہات کو دور کیجئے جواب
دوم آپکے صحیح کے مقابلے مین ہمارے پیش کئے ہوئے احادیث ضعیف وغیرہ ہو تو آپ باقوال معتبرہ انکار دفع فرمائی
اور ہماری پرسائی بیجا بفقط دہمکیون سی ہمارا کچہ بگڑتا نہین جواب سوم پہلا حضرت آپکے سوالات کے گئے
جوابات پیش کیا ہون کچہ حق استادی آپکے نزدیک ثابت ہی یا نہین قوله سوال ہفتم ثبوت تعارض کے لئے جو
شرایط کتب اصول مین الخ جواب کیا بہولے ہوئے تمام آموختہ کو اس ذریعی سی یاد کرنا چاہتے سو یہہ شبہہ بہی رفع
ہوگا جب تک کہ آپ روبرو نہین تشریف لاوٴگے قوله سوال ہشتم سورہٴ فاتحہ مقتدی امام کے پیچہے پڑہنے
حنفی مذہب مین مکروہ ہی یا حرام اور اسکے مکروہ یا حرام ہونے پر کتاب و سنت سے کیا دلیل ہے جواب
اول آپ سورہ فاتحہ نماز مین پڑہنا فرض ہے کرکے جو دعوی کرکر اسکی فرضیت کتاب و سنت سے ثابت
نکر سکے اور اب ہمارے سے سوال کرتے ہو کہ مکروہ یا حرام ہونے پر کتاب و سنت سی کیا دلیل ہے مصرع گفتہ
ندارد کسے با تو کار و لیکن چو گفتی دلیلش بیار ہا خیر کتاب و سنت سی ممنوع ہونا ہمارے پیش جواب دوم مقتدی امام
کے پیچہے قرآن پڑہنا مکروہ تحریمی ہی یعنی قریب حرام کے ہے اسپر دلیل کتاب اللہ واذا
قرئ القرآن الآیہ اور سنت رسول اللہ انما جعل الامام لیوتم به فاذا کبر فکبروا
واذا قرأ فانصتوا الخ ہے روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے پس پڑہنے والا
فاسق ہوتا ہی وقال ابراهیم النخعي الذي يقرأ خلف الامام فاسق رواه ابن ابي شيبة
الذي هو من اساتذة الشيخين باسناد صحيح اور سوا اسکے بہت سی دلایل اوپر مذکور ہوے
ہین قوله سوال نہم سورہٴ فاتحہ مقتدی امام کے پیچہے پڑہنے کا منع سب فقہائے حنفیہ کے نزدیک ثابت ہی
یا انہین اختلاف ہی جواب عدم جواز قرأت سورہٴ فاتحہ مقتدی کے لئے خلف الامام سب فقہائے حنفیہ
کے نزدیک ثابت ہی مگر ایک روایت مین آیا ہی کہ سورہٴ فاتحہ کا پڑہنا مقتدی کو نماز سریہ مین
مستحسن ہے نزدیک امام محمد رحمہ اللہ کے قول بالکل ضعیف ہی جیسا کہ ردالمحتار حاشیہ درالمختار مین ہی والموتم

جواب دوم
جواب سوم
قوله سوال ہفتم
جواب
قوله سوال ہشتم
جواب ا
جواب دوم
بامعرفت ... نور الانوار ... درس ... تعارض مین ... اصول فقہ کے ... ملاحظہ فرماوٴ ۱۲

لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحہ صاحب رد المحتار نے اس قول کے تحت مین کہا ہی قولہ
ولا الفاتحۃ بالنصب معطوف علی محذوف لا غیر الفاتحۃ ولا الفاتحۃ یعنے
مقتدی نہ پڑہے مطلقا یعنے نہ سورہ فاتحہ پڑہے نہ غیر فاتحہ قولہ فی السریۃ یعلم منہ نفی
القراۃ فی الجہریۃ بالاولی والمراد التعریض بخلاف امام الشافعی وبرد ما نسب
لمحمد رح اور قولہ کا فی السریۃ معلوم ہوتا ہے اس سے بطریق اولی نہین پڑہنا مقتدی قرآن کو
نماز جہریہ مین اور مراد تعریض ہے بخلاف امام شافعی رح کے اور ساتہہ رد کرنے اس چیز کو جو نسبت کی
گئی طرف امام محمد رح کے یعنے نماز سریہ مین امام محمد رح کے نزدیک سورہ فاتحہ پڑہنا مستحسن ہے اگر کے جو
لوگ کہتے ہین انکار رہے قولہ اتفاقا ای بین ائمتنا الثلاثہ یعنے بالاتفاق ثابت ہے کہ سورہ فاتحہ
امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالی کے نزدیک نہ پڑہنا قولہ وما نسب لمحمد
ای من استحباب قراۃ الفاتحۃ فی السریۃ احتیاطا یعنے وہ خبر نسبت کی گئی طرف
امام محمد رح کے پڑہنا سورہ فاتحہ کا مقتدی کو نماز سریہ مین مستحب ہے احتیاطا قولہ کما بسط الکمال
حاصلہ ان محمدا قال فی کتاب الآثار لا نری القراۃ خلف الامام فی شئی
من الصلاۃ یجہر بہ او یسر ودعوی الاحتیاط ممنوعۃ بل الاحتیاط ترک
القراۃ لانہ العمل باقوی الدلیلین وقد روی الفساد بالقراۃ من عدۃ من
الصحابۃ فاقواہما المنع انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ فرمایا امام محمد رح نے کتاب آثار مین ہم
نہین جانتے ہین ہم مقتدی پیچہے امام کے پڑہنے کے لئے نماز مین خواہ وہ نماز سریہ ہو یا جہریہ ہو اور
دعوی کرنا احتیاط کا ممنوع ہی بلکہ احتیاط قراۃ نہین پڑہنے مین ہے کہ واسطیکہ عمل کرنا ساتہہ قوی
دلیلون کے ہے اور تحقیق کہ روایت کی گئی فساد نماز کی بسبب پڑہنے قرآن کے پیچہے امام کی صحابہ
رضی اللہ عنہم سے اور قوی بات ان ہر دو روایت مین پڑہنا مقتدی کا پیچہے امام کے ممنوع
ہے قولہ انہا ہذا مقابل الاصح یعنے یہ مقابل ہے اصح کا اور درالمختار مین ہے و یکون

فاسقًا یعنے ہووے گا وہ شخص فاسق یعنے امام کے پیچھے پڑہنے والا فاسق ہوتا

ہے قوله مروي عن عدة من الصحابة قال فى الخزائن وفى الكافى

ومنع المؤتم من القراة ماثور عن ثمانين نفرا من كبار الصحابة

منهم المرتضى والعبادلة وقد دون اهل الحديث اسامیهم

یعنے مروی ہے کئے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا خزائن اور کافی مین نہ پڑہنا مقتدی
کا پیچھے امام کے ماثور ہے اسّی صحابہ رضی اللہ عنہم سے بعض ان مین سے علی
کرم اللہ وجہہ اور عبادلہ یعنے عبد اللہ ابن عمر و عبد اللہ ابن عباس و
عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم ہین **قوله سوال دهم** اگر بعض
فقہائے حنفیہ سے سورہ فاتحہ مقتدی امام کے پیچھے پڑہنے ثابت ہو جاوے
توان فقہا کا آپ کے نزدیک کیا حکم اور ویسے فقہا سے اور مسائل مین دلیل
یعنے آپ کے نزدیک جایز ہے یا نہین **جواب** یہہ دہوکا بازی آپ کی
ہے جو آپنے اپنی عبارت مین بعض فقہائے حنفیہ کرکے لکہا ہے
کیونکہ فقہائے حنفیہ سے کسی نے اسکے جواز کو نہین بیان کیا مگر ایک
روایت جو امام محمد رح کے طرف منسوب ہے کرکے بعض فقہا کا قول ہے
وہ بہی آپکے نوین سوال کے جواب مین بخوبی لکہا ہون بغور ملاحظہ فرمائیے
اور آپ کے چوتہے سوال کے جواب مین بہی احادیث نبوی و آثار یاران مصطفوی
سے لکہا ہون نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیے **قوله** بالفعل اس مسئله
فیما بین بحث ہونے سے سوال اس مسئله مین ہوا الخ **جواب** اب مین
جناب باری مین التجا کرتا ہون کہ آپکے آبا و اجداد صدہا سال سے
مذہب حقہ یعنے مذہب حنفیہ پر عمل کرتے تہے اور اسیطرح آپ بہی

پیرو اس مذہب حقہ کے تہے اور اب آپ وسوسۂ نجدی سے نجدیہ کو دوست
سکہتے ہین خدا یتعالی آپ کو توفیق خیر نصیب کرے آمین یارب العالمین
اور یہ بہی بات آپکو خوب معلوم ہے جو نجدیہ وہابیہ اہل سنت وجماعت
کو مشرک جانتے ہین اور اہل سنت وجماعت کو اور اہل سنت کے علما کو
قتل کرنا اُن کے نزدیک مباح یعنے گناہ نہین جیساکہ ردالمحتار حاشیہ درالمختار
کے باب البغات مین لکہا ہے كما وقع فی زماننا عن اتباع عبد
الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين
وينتحلون من الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم المسلمون وان
من خالف اعتقادهم المشركون واستباحوا بذلك
قتل اهل السنة وعلمائهم حتى كسر الله شوكتهم و
خرب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين
عام ثلث وثلاثين ومائتين والف

تمت

مرقوم بتاریخ دہم صفر ۱۳۰۸ سنہ ہجری مقدسہ

۳۹ ۲۹۷ ح

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۲۴۳۱

۳۹ ۲۹۸۶
ن ۔ح۔ ت

مولوی زاہد حسین صاحب

تنقیح الکلام فی منع القراۃ خلف الامام

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ
۱۔ [illegible]
۲۔ [illegible]
۳۔ [illegible]
۴۔ [illegible]
۵۔ [illegible] کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو [illegible] ذمہ داری
۶۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے [illegible]
۷۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی فقط